جمال
احمد ندیم قاسمی

صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً

لفظِ محمدؐ اصل میں ہے نطق کا جمال
لحنِ خدا نے خود ہی سنوارا ہے انؐ کا نام

جمال

جمال

احمد ندیمؔ قاسمی

بیاض ــــــ لاہور

کتاب جمال
مصنف احمد ندیم قاسمی
ناشرین عمران منظور، ہمایوں فضل گل
مکتبہ بیاض لاہور
فضل چیمبرز A - 19 ایبٹ روڈ لاہور - 54000
اہتمام خالد احمد
طابع اسد احسان
مطبع ٹریک اینڈ ٹائی پرنٹرز
A - 19 ایبٹ روڈ لاہور - 54000
خطاطی لیزر کمپوزنگ ان
سٹار سائنس مارکیٹ آبکاری روڈ لاہور
تاریخ اشاعت 20 نومبر 1992ء
تعداد ایک ہزار
قیمت 60 روپے
سرورق آغا نثار

☆☆☆---☆☆☆

والد گرامی پیر غلام نبی المعروف نبی چن مرحوم کے نام

ترتیب

میری پہچان ہے' سیرت ان کی
میرا ایمان محبت ان کی 31

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے' یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا 34

خلد مری' صرف اس کی تمنا' صلی اللہ علیہ وسلم
وہ مرا سدرہ' وہ مرا طوبیٰ' صلی اللہ علیہ وسلم 37

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے
اس کا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے 39

دل کے حرا میں' اپنے خدا سے' تیرے سوا کچھ بھی تو نہ مانگا
تو مرا اول' تو مرا آخر' تو مرا ملجا' تو مرا ماویٰ 42

راہ گم کردہ مسافر کا نگہباں تو ہے
افقِ جاں پہ مثالِ مہِ تاباں تو ہے 44

روح و بدن میں قول و عمل میں، کتنے جمیل ہیں آپ
انساں ہے مسجودِ ملائک، اس کی دلیل ہیں آپ
47

قطرہ مانگے جو کوئی، تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے، اپنی تمنا دے دے
49

علاجِ گردشِ لیل و نہار تو نے کیا
غبارِ راہ کو چھو کر بہار تو نے کیا
52

میں نے مانا کہ وہ میرا ہے تو سب کا بھی وہی
مجھ کو یہ ناز، وہ سب کا ہے تو میرا بھی وہی
55

عالم کی ابتدا بھی ہے تو، انتہا بھی تو
سب کچھ ہے تو، مگر ہے کچھ اس کے سوا بھی تو
58

مجھ کو تو اپنی جاں سے بھی پیارا ہے ان کا نام
شب ہے اگر حیات، ستارا ہے ان کا نام
61

☆☆☆

دُعا

اے خدا!
میری دعا ہے
کہ میں جب تجھ کو پکاروں
تو مری رات کے ماتھے پہ
ترے نام کا سورج
دہکے!

اے خدا!

میری دعا ہے

کہ کسی صبح

جب آنکھیں کھولوں

میری سانسوں میں

ترے قرب کا گلشن

مہکے!

اے خدا!

میری دعا ہے

کہ گجردم کی پُر اسرار فضاؤں میں

ترا نطق

کسی شاخِ برہنہ پہ اترتی ہوئی چڑیا کی طرح

میرے دل میں

کسی بے نام سے احساسِ مسرت سے

مسلسل ------

چہکے!

اے خدا!
میری دعا ہے
کہ تو افلاک سے اک بار
بس اک بار اتر کر
مرے صحراؤں پر
اوس میں بھیگے ہوئے سبزۂ نورستہ کی مانند
مری حدِّ نظر تک
لہکے!

نعت

○

دل میں اترتے حرف سے، مجھ کو ملا پتا ترا
معجزہِ حسنِ صوت کا، زمزمہء صدا ترا

میرا کمالِ فن، ترے حسنِ کلام کا غلام
بات تھی جاں فزا تری، لہجہ تھا دلربا ترا

جاں تری سر بسر جمال، دل ترا آئنہ مثال
تجھ کو ترے عدو نے بھی دیکھا، تو ہو گیا ترا

اے مرے شاہِ شرق و غرب! نانِ جویں غذا تری
اے مرے بوریا نشیں! سارا جہاں گدا ترا

سنگ زنوں میں گھر کے بھی' تو نے انہیں دعا ہی دی
دشتِ بلا سے بارہا' گزرا ہے قافلہ ترا

کوئی نہیں تری نظیر' روزِ ازل سے آج تک
تابہ ابد نہیں مثیل کوئی' ترے سوا' ترا

یوں تو تری رسائیاں' فرش سے عرش تک محیط
میں نے تو اپنے دل میں بھی' پایا ہے نقشِ پا ترا

میرا تو کائنات میں' تیرے سوا کوئی نہیں
ارض تری' سما ترے' بندے ترے' خدا ترا

آتے ہوئے دنوں سے بھی' مجھ کو کوئی خطر نہیں
ماضی و حال میں بھی جب پورا ہوا کہا ترا

دور سہی، دیارِ نور، چور سہی مرا شعور
تو مرا حوصلہ تو دیکھ، میں بھی ہوں مبتلا ترا

☆☆☆

○

دنیا ہے ایک دشت' تو گلزار آپ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپ ہیں

یہ بھی ہے سچ، کہ آپ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق، کہ صاحبِ کردار آپ ہیں

ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لئے تو سایۂ دیوار آپ ہیں

یہ فخر کم نہیں کہ میں ہوں جس کی گردِ رہ
اس قافلے کے قافلہ سالار آپ ہیں

دربار شہ میں بھی مَیں اگر سر کشیدہ ہوں
اس کا ہے یہ سبب، مرا پندار آپ ہیں

مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غم خوار آپ ہیں

مجھ پر، بہ جرمِ غربت و دامن دریدگی
سب لوگ خندہ زن ہیں تو گلبار آپ ہیں

ہے میرے لفظ لفظ میں گر حسن و دلکشی
اس کا یہ راز ہے، مرا معیار آپ ہیں

انسان مال و زر کے جنوں میں ہیں مبتلا
اس حشر میں ندیم کو درکار آپ ہیں

☆☆☆

○
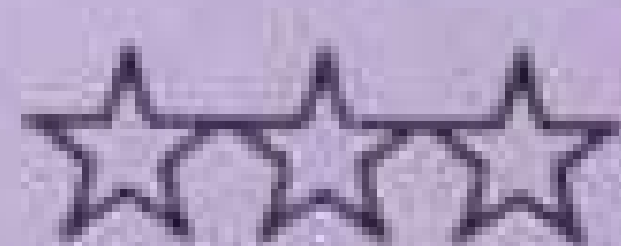
یوں تو ہر دور مہکتی ہوئی نیندیں لایا
تیرا پیغام مگر خواب نہ بننے پایا

تو جب آیا تو مٹی روح و بدن کی تفریق
تو نے انساں کے خیالوں میں لہو دوڑایا

جن کو دھندلا گئے صدیوں کی غریبی کے غبار
ان خدو خال کو سونے کی طرح چمکایا

سمٹ آیا ترے اک حرفِ صداقت میں وہ راز
فلسفوں نے جسے تا حدِّ گماں الجھایا

راحتِ جاں ترے خورشیدِ محبت کا طلوع
دھوپ کے روپ میں ہے ابرِ کرم کا سایا

قصرِ مرمر سے ' شہنشاہ نے' از راہِ غرور
تیری کٹیا کو جو دیکھا تو بہت شرمایا

کتنا احسان ہے انسان پہ تیرا' کہ اسے
اپنی گفتار کو کردار بنانا آیا

○

شانِ خدا بھی آپ، محبوبِ خدا بھی آپ ہیں
تجسیمِ حق بھی آپ ہیں اور حق نما بھی آپ ہیں

روزِ ابد تک آپ ہیں سالارِ جیشِ انبیاء
روزِ ازل سے مرشدِ اہلِ صفا بھی آپ ہیں

قدرت کی ہر تخلیق کا، ہیں آپ واحد مدعا
حسنِ زمیں بھی آپ ہیں، نورِ سما بھی آپ ہیں

اپنے رفیقوں کے لئے پتھر بھی ڈھوئے آپ نے
اور دشمنوں کے حق میں مصروفِ دعا بھی آپ ہیں

اسلام کے حلقے میں جو اوہام کا بیمار ہو
اس کی دوا بھی آپ ہیں، اس کی شفا بھی آپ ہیں

ہر دائرہ آواز کا' لفظِ محمدؐ بن گیا
میرے لئے تو قبلہء صوت وصدا بھی آپ ہیں

میں فلسفوں کی دھوپ میں جلتا رہا ہوں عمر بھر
ان علم کے صحراؤں میں موجِ صبا بھی آپ ہیں

ظلماتِ این و آں میں ہوں، میں کب سے سرگرم سفر
اور اس سفر میں' میری منزل کا پتہ بھی آپ ہیں

اس محفلِ عشاق کا ہر فرد ثروت مند ہے
ہر شخص کے اپنے ہیں' اور پھر بے بہا بھی آپ ہیں

میرا' ندیم ' ایماں ہے یہ ' ایماں کی اک میزاں ہے یہ
بے انتہا بھی آپ ' لیکن انتہا بھی آپ ہیں

☆☆☆

○

میری پہچان ہے، سیرت ان کی
میرا ایمان ، محبت ان کی

دیکھ کر غارِ حرا ، سوچتا ہوں
کتنی بھرپور تھی خلوت ان کی

پتھروں میں بھی لہو دوڑ گیا
اس قدر عام تھی رحمت ان کی

آج ہم فلسفہ کہتے ہیں جسے
وہ مساوات تھی عادت ان کی

فتحِ مکّہ مرے دعوے کی دلیل
عدل کی جان، عدالت ان کی

حرفِ اتممتُ علیکم ہے گواہ
حسنِ تکمیل ہے بعثت ان کی

ارتقا اس سے اجازت مانگے
ان کی ہو جائے جو امّت ان کی

میں کہ راضی برضائے رب ہوں
کوئی حسرت ہے تو حسرت ان کی

میں کہ ہر حال میں ہوں شکر بہ لب
کوئی حاجت ہے تو حاجت ان کی

وقت اور فاصلہ برحق، لیکن
میرا فن کرتا ہے بیعت ان کی

میرا معیارِ غزل خوانی ہے
حرفِ سادہ میں بلاغت ان کی

نعت میری ہے، اشارہ ان کا
پھول میرے ہیں تو نکہت ان کی

کبریائی پہ کروں غور ندیمؔ
اور تکتا رہوں صورت ان کی

☆☆☆

○

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے' یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں
نور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا

کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدت سے مجھے
چھلک اٹھتا ہے مری روح میں مینا تیرا

پورے قد سے میں کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

دستگیری مری تنہائی کی' تو نے ہی تو کی
میں تو مر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں' جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا

تو بشر بھی ہے مگر فخرِ بشر بھی تو ہے
مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تجھے عالمِ اشیا میں بھی پا لیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا تیرا

میری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں' تجھے ہر سُو دیکھیں
صرف خلوت میں جو کرتے ہیں نظارا تیرا

وہ اندھیروں سے بھی درّانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے میں چمکتا ہے ستارا تیرا

ندیاں بن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
ریگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا' ہزاروں کا سہی
اب جو تاحشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

☆☆☆

○
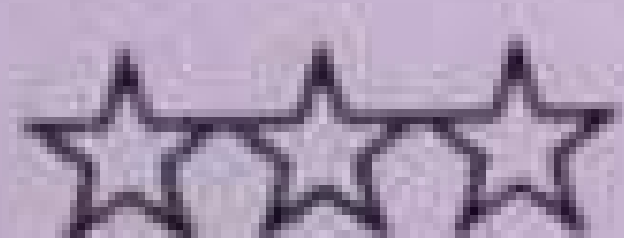
خلد مری، صرف اس کی تمنا، صلی اللہ علیہ وسلم
وہ مرا سدرہ، وہ مرا طوبیٰ، صلی اللہ علیہ وسلم

غارِ حرا میں وہ تنہا تھا، تنہائی میں بھی یکتا تھا
چار طرف ذکرِ اقراء تھا، صلی اللہ علیہ وسلم

قبل اس کے مسجود تھے کتنے، فرعون و نمرود تھے کتنے
کتنے بتوں کو اس نے توڑا، صلی اللہ علیہ وسلم

اس کا جلال ہے. بحر و بر میں، اس کا جمال ہے کوہ و کمر میں
اس کی گرفت میں عالمِ اشیاء، صلی اللہ علیہ و سلم

وہ. جو بظاہر خاک نشیں تھا، لیکن جو افلاک نشیں تھا
میں ہوں ندیمؔ غلام اسی کا، صلی اللہ علیہ و سلم

○
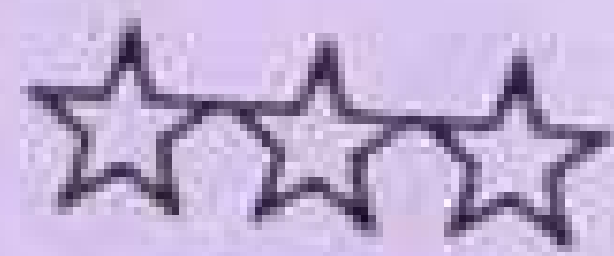
اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے
اس کا بندہ ہوں جو بندے کو خدا دیتا ہے

جب اترتی ہے مری روح میں عظمت اس کی
مجھ کو مسجود ملائک کا بنا دیتا ہے

رہنمائی کے یہ تیور ہیں کہ مجھ میں بس کر
وہ مجھے میرے ہی جوہر کا پتا دیتا ہے

اس کے ارشاد سے مجھ پر مرے اسرار کھلے
کہ وہ ہر لفظ میں آئینہ دکھا دیتا ہے

ظلمتِ دہر میں جب بھی میں پکاروں اس کو
وہ مرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے

اس کی رحمت کی بھلا آخری حد کیا ہو گی
دوست کی طرح جو دشمن کو دعا دیتا ہے

وہی نمٹے گا مری فکر کے سناٹوں سے
بت کدوں کو جو اذانوں سے بسا دیتا ہے

وہی سر سبز کرے گا مرے ویرانوں کو
آندھیوں کو بھی جو کردارِ صبا دیتا ہے

قدم اٹھتے ہیں مرے، جانبِ یثرب جب بھی
اک فرشتہ مجھے شہپر کی ہوا دیتا ہے

فن کی تخلیق کے لمحوں میں، تصور اس کا
روشنی میرے خیالوں میں ملا دیتا ہے

قصر و ایواں سے گزر جاتا ہے چپ چاپ ندیمؔ
در محمدؐ کا جب آئے تو صدا دیتا ہے

☆☆☆

○

دل کے حرا میں، اپنے خدا سے، تیرے سوا کچھ بھی تو نہ مانگا
تو مرا اول، تو مرا آخر، تو مرا ملجا، تو مرا ماویٰ

بعدِ خدا اک تو ہی سہارا، گھر گیا میں تنہا بے چارا
چار طرف تاریخ کا جنگل، تاک میں اپنے، گھات میں اعدا

کتنے صحیفے میں نے کھنگالے، نصف اندھیرے، نصف اجالے
تو ہی حقیقت، تو ہی صداقت، باقی سب کچھ صرف ہیولیٰ

یوں تو ہزار سیانے آئے، روح کا دشت بسانے آئے
تیری گھٹا صحراؤں پہ اُمڈی، ابر ان کا دریاؤں پہ برسا

بت خانے حیران کھڑے ہیں، بت تیرے قدموں میں پڑے ہیں
تیرے جمال کی زد میں آ کر، کیسا کیسا پتھر ٹوٹا

تو نے دیا مفہوم نمو کو، تو نے حیات کو معنی بخشے
تیرا وجود اثبات خدا کا، تو جو نہ ہوتا، کچھ بھی نہ ہوتا

☆☆☆

○
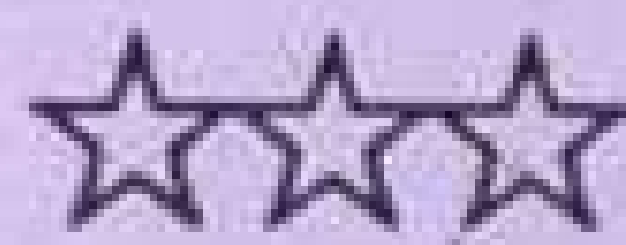
راہ گم کردہ مسافر کا نگہباں تو ہے
افقِ جاں پہ مثالِ مہِ تاباں تو ہے

تو جو میرا ہے تو میں بے سرو ساماں ہی بھلا
للہ الحمد ' کہ میرا سر و ساماں تو ہے

مجھ کو کیا علم کہ کس طرح بدلتی ہیں رتیں
جب مرے دشتِ خزاں پر بھی گل افشاں تو ہے

اس خدا سے مجھے کیسے ہو مجالِ انکار
جس کے شہ پارهٔ تخلیق کا عنواں تو ہے

اپنے ہر عزم کی تکمیل پہ ایماں ہے مرا
پسِ ہر عزم اگر سلسلہ جنباں تو ہے

تیرے دم سے ہمیں عرفانِ خداوند ملا
نوعِ انساں پہ خداوند کا احساں تو ہے

یہ بتانے کو، کہ باوزن ہے انسان کی ذات
دستِ یزداں نے جو بخشی ہے، وہ میزاں تو ہے

خاک میں آج بھی ہے گونج ترے قدموں کی
اور افلاک کی وسعت میں خراماں تو ہے

تو نے فاقہ بھی کیا، اپنا گریباں بھی سیا
اور پھر ذاتِ الٰہی کا بھی مہماں تو ہے

تیرا کردار ہے احکامِ خدا کی تائید
چلتا پھرتا، نظر آتا ہوا قرآں تو ہے

رنگ کی قید، نہ قدغن کوئی نسلوں کی یہاں
جس کے در سب پہ کھلے ہیں وہ دبستاں تو ہے

میرے نقاد کو شاید ابھی معلوم نہیں
میرا ایماں ہے مکمل، مرا ایماں تو ہے

○

روح و بدن میں، قول و عمل میں، کتنے جمیل ہیں آپ
انساں ہے مسجودِ ملائک، اس کی دلیل ہیں آپ

آپ کی اک اک بات کلامِ الٰہی کی تفسیر
قرآں تو اجمالِ بلیغ ہے، اور تفصیل ہیں آپ

آپ نویدِ عیسیٰؑ بھی ہیں، مژدۂ موسےٰؑ بھی
آپ ایثار و وفا کے وارث، سبطِ خلیلؑ ہیں آپ

آپ کے ذکر سے کھلتے جائیں راز جہانوں کے
قدم قدم پہ وجود و عدم میں سب کے کفیل ہیں آپ

مکّہ و طائف کی گلیوں میں سنگِ ستم کے ہدف
بدر و حنین کے میدانوں میں بطلِ جلیل ہیں آپ

روزِ ازل، انساں کو خدا نے اک منشور دیا
اور اسی منشورِ ہدایت کی تکمیل ہیں آپ

کتنے یقین سے بڑھتا جائے آپ کی سمت ندیم
اس کو کیا اندیشۂ شب، جس کی قندیل ہیں آپ

☆☆☆

○

قطرہ مانگے جو کوئی' تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے' اپنی تمنا دے دے

میں تو تجھ سے فقط اک نقشِ کفِ پا چاہوں
تو جو چاہے تو مجھے جنتِ ماویٰ دے دے

وہ جو آسودگی چاہیں' انہیں آسودہ کر
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے

میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں، لیکن
مجھ کو ہمسائیگیِ گنبدِ خضرا دے دے

یوں تو جب چاہوں، میں تیرا رخِ زیبا دیکھوں
عرض یہ ہے کہ مجھے اذنِ تماشا دے دے

وہ بھی دیکھیں پسِ ہر حرف تری جلوہ گری
سب کو تو میری طرح دیدۂ بینا دے دے

غم تو اس دور کی تقدیر میں لکھے ہیں، مگر
مجھ کو ہر غم سے نمٹ لینے کا یارا دے دے

تب سمیٹوں میں ترے ابرِ کرم کے موتی
میرے دامن کو جو تو وسعتِ صحرا دے دے

تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے
قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستا دے دے

جب بھی تھک جائے محبت کی مسافت میں ندیمؔ
تب ترا حسن بڑھے اور سنبھالا دے دے

☆☆☆

○
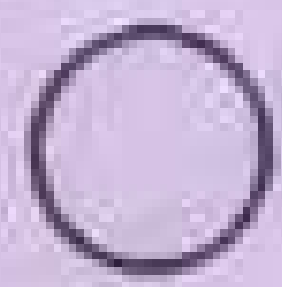
علاجِ گردشِ لیل و نہار تو نے کیا
غبارِ راہ کو چھو کر بہار تو نے کیا

ہر آدمی کو تشخص ملا ترے دم سے
جو بے شمار تھے' ان کو شمار تو نے کیا

اٹھا کے قعرِ مذلت سے ابنِ آدم کو
وقار تو نے دیا' باوقار تو نے کیا

کوئی نہ جن کی سنے' ان کی بات تو نے سنی
ملا نہ پیار جنہیں' ان سے پیار تو نے کیا

☆☆☆

اگر غریب کو بخشے حقوق لا محدود
تو قصرِ شاہ کو بھی بے حصار تو نے کیا

جنہیں گماں تھے بہت اپنی سرفرازی کے
بہ یک نگاہ انہیں خاکسار تو نے کیا

دل و دماغ کے سب چاند ہو چکے تھے غروب
یہ وہ افق ہے' جسے تاب دار تو نے کیا

جمالِ قول و عمل ہو کہ حسنِ صدق و صفا
خدا نے جو بھی دیا' پائیدار تو نے کیا

جب ان کے نطق کو پہنچی ترے یقین کی آنچ
جو بے زباں تھے' انہیں شعلہ بار تو نے کیا

یہ لطف غالبؔ و اقبالؔ تک نہیں محدود
ندیمؔ کو بھی صداقت نگار تو نے کیا

☆☆☆

○

میں نے مانا کہ وہ میرا ہے تو سب کا بھی وہی
مجھ کو یہ ناز، وہ سب کا ہے تو میرا بھی وہی

سر اٹھاتا ہوں تو افلاک کو مس کرتا ہے
کہ جو محبوبِ خدا ہے، مرا اپنا بھی وہی

مثل اس کا، کوئی آیا ہے، نہ اب آئے گا
میرا ماضی بھی وہی ہے، مرا فردا بھی وہی

وہ مری عقل میں ہے' وہ مرے وجدان میں ہے
میری دنیا بھی وہی ہے' مرا عقبیٰ بھی وہی

اس کے احکام بھی کلیوں سی چٹک رکھتے ہیں
میرا آقا بھی وہی ہے' مرا پیارا بھی وہی

وہ جو برسا مری تشکیک کے صحراؤں پر
میرے وہموں کی شب تار میں چمکا بھی وہی

کتنی صدیوں سے ہے وہ گنبدِ خضرا میں مکیں
اور ہر دور میں' ہر سمت' ہویدا بھی وہی

وہ بشر ہے' کہ یہی اس کا ہے ارشاد' مگر
اس جہانِ بشریت میں ہے یکتا بھی وہی

گرچہ پرکارِ مشیت کا وہی دائرہ ہے۔
لیکن اس دائرے کا مرکزی نقطہ وہی

جس کے انصاف نے پتھر کو بھی بخشی ہے زباں
بے نواؤں کی نواؤں کو سنے گا بھی وہی

☆☆☆

○

عالم کی ابتدا بھی ہے تو، انتہا بھی تو
سب کچھ ہے تو، مگر ہے کچھ اس کے سوا بھی تو

تو اک بشر بھی اور خدا کا حبیب بھی
نورِ خدا بھی تو ہے، خدا کا پتا بھی تو

کندہ درِ ازل پہ ترا اسمِ پاک تھا
قصرِ ابد میں گونجنے والی صدا بھی تو

فردا و حال و ماضیء انساں یہی تو ہے
تو ہی تو ہو گا' تو ہی تو ہے' اور تھا بھی تو

تو صرف ایک ذات ہے یا پوری کائنات
دل میں بھی تو ہی تو ہے' مگر جا بجا بھی تو

یوں تو مرے ضمیر کا مسند نشیں بھی ہے
لیکن ہے شش جہات میں جلوہ نما بھی تو

تو میرا آسماں بھی' مری کہکشاں بھی ہے
میری قبا بھی تو' مرا چاکِ قبا بھی تو

تو میرِ کارواں بھی ہے' سمتِ سفر بھی ہے
میرا امام بھی' مرا قبلہ نما بھی تو

صرف ایک تیرا نام ہے وردِ زباں مدام
میری دعا بھی تو ہے' مرا مدعا بھی تو

جو مَیل دل پہ تھے، تری رحمت سے دھل گئے
بیمارِ گمرہی کو نویدِ شفا بھی تو

بدلے ہیں میرے صبح و مسا تو نے جس طرح
بدلے گا ایک دن مرے ارض و سما بھی تو

بے اجر تیرے در سے نہ پلٹے گی میری نعت
ایک اور نعت کا مجھے دے گا صلہ بھی تو

☆☆☆

○
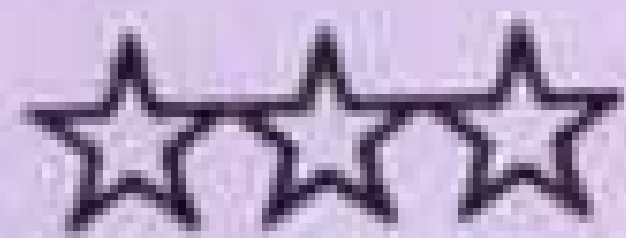
مجھ کو تو اپنی جاں سے بھی پیارا ہے ان کا نام
شب ہے اگر حیات، ستارا ہے ان کا نام

تنہائی کس طرح مجھے محصور کر سکے
جب میرے دل میں انجمن آرا ہے ان کا نام

ہر شخص کے دکھوں کا مداوا ہے ان کی ذات
سب پا شکستگاں کا سہارا ہے ان کا نام

بے یاروں، بے کسوں کا اثاثہ ہے ان کی یاد
بے چارگانِ دہر کا چارا ہے ان کا نام

لب وا رہیں تو اسمِ محمدؐ ادا نہ ہو
اظہارِ مدعا کا اشارا ہے ان کا نام

لفظِ محمدؐ اصل میں ہے نطق کا جمال
لحنِ خدا نے خود ہی سنوارا ہے ان کا نام

قرآنِ پاک ان پہ اتارا گیا ندیمؔ
اور میں نے اپنے دل میں اتارا ہے ان کا نام

☆☆☆

○

ہر ایک پھول نے مجھ کو جھلک دکھائی تری
ہوا جدھر سے بھی آئی ، شمیم لائی تری

وہ شخص اپنے مقدر کا خود ہے صورت گر
کہ جس نے اپنے ارادوں میں لَو لگائی تری

کبھی ہوا نہ مرا سامنا اندھیروں سے
جدھر بھی دیکھا، اُدھر روشنی ہی پائی تری

مرے نقوشِ قدم پر چراغ کیوں نہ جلیں
کہ رہنما ہے مری، شانِ رہنمائی تری

درونِ سینہ، مدینہ اٹھائے پھرتا ہوں
کہ ایک پل بھی گوارا نہیں جدائی تری

مجھے تو اپنی کرم کی یہیں بشارت دے
کہ روزِ حشر نہ دیتا پھروں دہائی تری

گواہی دیتا ہے یہ، ارتقائے انسانی
کہ کام آئی جہاں بھر کو پیشوائی تری

مجھے قسم ہے تری سیرتِ منزّہ کی
کہ تاج و تخت پہ اِک طنز تھی چٹائی تری

یہ سوچ سوچ کے حیران ہیں فرشتے بھی
کہاں کہاں شب اسریٰ ہوئی رسائی تری

ندیمؔ کے سے کروڑوں کا ذکر کیا ہے، کہ جب
بڑے بڑوں کو بھی تسلیم ہے بڑائی تری

○

مری حیات کا گر تجھ سے انتساب نہیں
تو پھر حیات سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں

اڑ رہی ہیں اگر آندھیاں، تو کیا غم ہے
کہ میرا خیمۂ ایمان بے طناب نہیں

ترا گدا ہوں، اور اس انجمن میں بیٹھا ہوں
جس انجمن میں سلاطیں بھی باریاب نہیں

ترے کمالِ مساوات کی قسم ہے مجھے
کہ تیرے دیں سے بڑا کوئی انقلاب نہیں

صدی صدی کی تواریخِ آدمیت میں
تری مثال نہیں ہے، ترا جواب نہیں

ندیمؔ پر ترے احساں ہیں اس قدر، جن کا
کوئی شمار نہیں ہے، کوئی حساب نہیں

☆☆☆

○

میں، کہ بے وقعت و بے مایہ ہوں
تیری محفل میں چلا آیا ہوں

آج ہوں میں ترا دہلیز نشیں
آج میں عرش کا ہم پایہ ہوں

کائناتوں پہ میں تیرے دم سے
آسمانوں کی طرح چھایا ہوں

چند پل یوں تری قربت میں کٹے
جیسے اک عمر گزار آیا ہوں

جب بھی میں ارضِ مدینہ پہ چلا
دل ہی دل میں بہت اترایا ہوں

تیرا پیکر ہے کہ اک ہالۂ نور
جالیوں سے تجھے دیکھ آیا ہوں

کتنی پیاری ہے ترے شہر کی دھوپ
خود کو اکسیر بنا لایا ہوں

یہ کہیں خامیِ ایماں ہی نہ ہو
میں مدینے سے پلٹ آیا ہوں

☆☆☆

○

کتنا سادہ بھی ہے، سچا بھی ہے معیار ان کا
ان کی گفتار کا آئینہ ہے کردار ان کا

ان کو مانگا جو خدا سے، تو سبھی کچھ مانگا
کیوں طلب گار رہو اوروں کا، طلب گار ان کا

ان کے پیکر میں محبت کو ملی ہے تجسیم
پیار کرتا ہے ہر انساں سے، پرستار ان کا

وہی، ظلمات کی رگ رگ میں اترتا ہوا نور
میں تو کرلیتا ہوں ہر صبح کو دیدار ان کا

اے خدا! اجر کے اعلان سے پہلے سن لے
مجھ کو جنت سے سوا سایۂ دیوار ان کا

پسِ ہر حرف وہی جلوہ فگن رہتے ہیں
میری مانند مرا فن بھی وفادار ان کا

☆☆☆

بحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امتیازات مٹانے کے لئے آپ آئے
ظلم کی آگ بجھانے کے لئے آپ آئے

آدمیت سے تھا محروم گلستانِ حیات
اور یہ پھول کھلانے کے لئے آپ آئے

قیصریت تھی اُدھر، اور اِدھر اصنام گری
ان فصیلوں کو گرانے کے لئے آپ آئے

آج تعلیمِ مساوات ہے وہ جرمِ عظیم
جس کی پاداش میں کٹتی ہیں زبانیں کتنی

آج سوچوں پہ بھی قانون کی زد پڑتی ہے
خوفِ تعزیر سے رکتی ہیں اڑانیں کتنی

ایک لقمے کے لئے آج کروڑوں بھوکے
ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تنتی ہیں کمانیں کتنی

آپ کے سامنے کرتا ہوں یہ اعلان کہ میں
حق پرستی سے جو باز آؤں تو فن کار نہیں

آپ کے دامنِ رحمت کا سہارا ہے مجھے
میں حکومت کی عنایت کا طلب گار نہیں

میرے جمہور کی دولت ہیں یہ دشت و کہسار
میرے جمہور کا گھر سایۂ دیوار نہیں

آپ آئے تھے کہ آتش کدۂ عالم میں
امن ہو، حسن ہو، تہذیب ہو، رعنائی ہو

آپ آئے تھے کہ انسان کا دل یوں لو دے
جس طرح چاندنی چشمے میں اتر آئی ہو

اجنبیت ہو کچھ اس رنگ سے بالیدہ و نرم
کہ ہر انسان، ہر انسان کا شیدائی ہو

آج انسان کی پہچان ہوئی ہے دشوار
آج تقدیس کا معیار زر اندوزی ہے

آج تہذیب کے پردے میں ہے انسان کشی
امن کے نام پہ تدبیرِ جہاں سوزی ہے

جنگ ہوتی ہے تو یاروں کے چمن کھلتے ہیں
خوں کے چھینٹوں پہ گمانِ چمن افروزی ہے

قافلے نکلے ہیں، قصدِ چمن آرائی ہے
یہ وہ انساں ہیں جو دل سوختہ، لب دوختہ ہیں

آپ ہی قدر کریں، آپ ہی انصاف کریں
فقط احساس کی بیداریاں اندوختہ ہیں

ان کے ہونٹوں سے برستے ہیں مساوات کے گیت
اور محلوں میں شہنشاہ برافروختہ ہیں

☆☆☆

مرے حضورؐ

مرے حضورؐ! سلام و درود کے ہمراہ
کئی گلے بھی کروں گا کہ دردمند ہوں میں

جدید تر ہے تمہارا نظامِ زیست مگر
قدیم آنچ پہ اک دانۂ سپند ہوں میں

مدارِ امن و اماں ہے تفاوتِ زر و خاک
اس امتیاز سے ہر چند کچھ بلند ہوں میں

مرے حضور! میں سچ بولتا رہوں ، لیکن
مری زبان پہ رکھتے ہیں لوگ انگارے

میں ظلمتوں میں تجلی کی جب دہائی دوں
تو میرے سر پہ برستے ہیں آہنی تارے

تمہارے نام کا تنہا جنہیں سہارا تھا
تمہارے نام پہ لٹنے لگے ہیں بے چارے

مرے حضورؐ! اسی نور کے سہارے پر
میں تیرگی میں الجھ کر بھی مسکراتا ہوں

شہنشہوں کے قصیدے لکھوں تو کیسے لکھوں
رواں لبوں پہ تمہارا ہی نام پاتا ہوں

مجھے خبر ہے ، تمہاری نگاہ ہے مجھ پر
اسی لئے تو میں شعلوں میں تیر جاتا ہوں

☆☆☆

جدید تر ادب کا اشاریہ

بیاض لاہور

فضل چیمبرز، 19-A، ایبٹ روڈ۔ لاہور - 54000